اکائی ۲:   "ابن طاؤوس والمنصور" ازابن عبدربہ

اکائی کے اجزاء

۲.۱ : تمہید

۲.۲ : مقصد

۲.۳ : اقتباس

۲.۴ : صاحب اقتباس کا تعارف

۲.۵ : اقتباس کا ترجمہ

۲.۶ : لغوی تحقیق

۲.۷ : ادبی صنف کا تعارف: صنف کی ہیئت وصورت

۲.۸ : متن اقتباس کا موضوع

۲.۹ : متن کی توضیح وتشریح

۲.۱۰ : اسلوبی خصوصیات

۲.۱۱ : خلاصہ

۲.۱۲ : نمونے کے امتحانی سوالات

۲.۱۳ : مطالعہ کے لیے معاون کتابیں

۲.۱ : تمہید:

گذشتہ اکائی میں اندلسی نثرفنی کے ارتقاء پر گفتگو کی گئی ہے۔اس اکائی میں بطور نمونہ ایک اندلسی نثر کا اقتباس نقل کیا جا رہا ہے جس سے ایک اندلسی نثر نگار کے اسلوب کا بخوبی اندازہ ہوگا۔اس بلاک کی دوسری اکائیوں میں مزید نثری شہ پاروں پر گفتگو ہوگی جس سے اندلسی نثر نگاری کے سرمایے پر اور وہاں کے نثر نگاروں پر ایک نظر ہو جائے گی۔اس اکائی میں جو نثری عبارت منقول ہے وہ اندلس کے مشہور ادیب و شاعر ابو عمر شہاب الدین احمد بن محمد بن عبد ربہ کی مشہور ترین کتاب ''العقد الفرید'' کی پہلی جلد سے ماخوذ ہے۔اس کتاب کو بعض ناشرین نے سات اور بعض نے آٹھ جلدوں میں شائع کیا ہے۔

۲.۲ : مقصد:

یہ اکائی ''العقد الفرید'' کی پہلی جلد سے ماخوذ ایک اقتباس پر مبنی ہے اس کو پڑھنے کے بعد جہاں ایک طرف ہم اندلس کے عظیم مصنف کے بہترین عربی نثری اسلوب سے واقف ہوں گے وہیں دوسری طرف صاحب اقتباس نے اس واقعہ کو رقم کر کے یہ بتانا چاہا کہ عہد عباسی کے مشہور بادشاہ ابوجعفر المنصور کے دربار میں ابن طاؤس نے کس طرح سے جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے نصیحت کی اور تلوار کے سایے میں بھی بادشاہ کو انصاف کرنے کی نصیحت کی حتی کہ امام مالکؒ جو کہ اس وقت ان کے ساتھ موجود تھے ان کے بلندیٔ مرتبت کے قائل ہو گئے۔

۲.۳ : اقتباس:

إبن طاؤوس والمنصور

إبن عبد ربه

زياد عن مالك بن أنس قال: أرسل أبو جعفر المنصور إلي وإلى إبن طاؤوس ، فأتيناه، فد خلنا عليه ، فإذا هو جالس على فرش قد نضدت ، وبين يديه أنطاع قد بسطت ، وجلاوزة بأيديهم السيوف يضربون الأعناق فأوما إلينا أن اجلسا، فجلسنا، فأطرق عنا طويلاً ثم رفع رأسه والتفت إلى إبن طاؤوس فقال له: حدثني عن أبيك، قال: نعم سمعت أبي يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أشد الناس عذاباً يوم القيامة رجل أشركه الله في حكمه، فأدخل عليه الجور في عدله" ، فأمسك ساعة، قال مالك: فضممت ثيابي مخافة أن يملأني من دمه، ثم التفت إليه أبو جعفر ، فقال: عظني يا بن طاؤوس، قال نعم: يا أمير المؤمنين، إن الله تعالىٰ يقول: ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (٦) إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ (٧) الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (٨) وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (٩) وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ (١٠) الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ (١١) فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ (١٢) فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ (١٣) إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ (١٤)﴾ [الفجر:٦-١٤] قال مالك: فضممت ثيابي من ثيابه مخافة أن يملأ ثيابي من دمه، فأمسك ساعة حتى إسود مابيننا وبينه، ثم قال: يا بن طاؤوس ناولني هذه الدواة، فأمسك عنه، (ثم قال: ناولني هذه الدواة، فأمسك عنه) ، فقال: ما يمنعك أن تناولنيها؟ قال: أخشىٰ أن تكتب بها معصية لله، فأكون شريكك فيها، فلما سمع ذلك قال: قوما عني، قال إبن طاؤوس: ذلك ما كنا نبغى (منذ اليوم).

قل مالك: فما زلتُ لإبن طاؤوس فضله۔

۲.۴ : صاحب اقتباس کا تعارف:

ابن عبد ربہ:

یوں تو صاحب اقتباس "ابن عبد ربہ" سے مشہور ہوا مگر اس کا پورا نام اُبوعمر شہاب الدین اُحمد بن ابی عمر محمد بن عبد ربہ بن حبیب بن حدیر بن سالم القرطبی الاندلسی المالکی ہے اور اس کی پیدائش قرطبہ میں ۱۰؍رمضان المبارک ۲۴۶ھ بمطابق ۲۹؍نومبر ۸۶۰ء کو ہوئی۔

اس کے اجداد میں سے سالم اور بعض کے نزدیک حدیر، ھشام بن عبدالرحمٰن الداخل اموی کا غلام تھا۔اس کی شہرت اس کی زندگی میں ہی پھیل گئی تھی اور اسے قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ یوں تو موسیقی اور طب میں بھی اسے دلچسپی تھی مگر اپنی شاعری اور ادب سے شہرت کی بلندیوں پر پہنچا۔اور ایک شاعر اور ادیب کی حیثیت سے اسے سماج میں مقام حاصل ہوا اور فواد بستانی نے اسے کثیر العلم ادیب گردانا، اگرچہ وہ ایک ایسے عام خانوادہ سے تعلق رکھتا تھا جو کہ اموی حکمراں ھشام کے عہد تک امویوں کے موالی میں سے تھا۔لیکن ابن عبد ربہ کو اس کی تصنیف "العقد الفرید" نے اسے شہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔حاجی خلیفہ نے اپنی کتاب "کشف الظنون" میں ابن کثیر کا قول نقل کیا ہے جس میں ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اس کے بعض کلام تشیع پر دلالت کرتے ہیں۔ابتدائی تعلیم کے لیے اس کے والد نے اسے ایک مکتب میں بھیجا پھر مزید تعلیم کے لیے اس نے جامع قرطبہ کا رخ کیا اور فقہ، حدیث اور زبان کے مختلف اساتذہ سے علم حاصل کیا ان میں الخشنی بقی بن مخلد بن فرید، محمد عبدالسلام قرطبی، ابن وضاح کا نام قابل ذکر ہے۔

جیسا کہ یہ بات ذکر ہو چکی ہے کہ ابن عبد ربہ کی جائے پیدائش قرطبہ ہے، قرطبہ اس وقت اندلس کے بڑے شہروں میں سے تھا، بہت حد تک اس کی تشبیہ مشرق کے بغداد شہر سے دی جاتی تھی۔صاحب "نفح الطیب" مقری نے جہاں ایک طرف قرطبہ، الزاھرۃ اور الزاھراء کی پرشکوہ عمارتوں کا اور ان کی دور تک پھیلنے والی روشنی کا ذکر کیا ہے اور ان شہروں کی تہذیب وثقافت پر روشنی ڈالی ہے تو دوسری طرف ان پھولوں، خوشبوؤں اور لہلاتے باغات کا بھی ذکر کیا ہے جن سے وہاں کی فضا خوشگوار اور معطر رہتی تھی۔

ظاہر ہے اسی گل وگلاب سے معطر فضا میں ابن عبد ربہ نے نشو ونما پائی تھی اور اسی شہر کے فطری اور خوشگوار ماحول میں جوانی کے ایام گذارے تھے اور اس ماحول میں اس نے شعر گوئی میں دلچسپی دکھائی۔لہو ولعب اور طرب وغنا کی طرف بھی مائل ہوا اور اس میں دلچسپی رکھنے والے لوگ مختلف عرب علاقوں سے قرطبہ آئے کیونکہ قرطبہ اس وقت ایک مرکزی شہر کی حیثیت رکھتا تھا اور بعد میں اشبیلیہ، طرب وغنا کا مرکز بن گیا اور قرطبہ کو علم وفقہ کے شہر کی حیثیت سے جانا جانے لگا اور آہستہ آہستہ یہ شہر ادب اور علوم دینیہ کا ایک بڑا مرکز بن گیا۔ابن عبد ربہ نے اپنی زندگی کی چوتھی دہائی میں فقہ میں دلچسپی دکھائی اور گمرہی سے تائب ہو گیا۔

ابن عبد ربہ کا تعلق اس کے اپنے زمانے کے امراء سے بھی رہا اور اس نے امیر قرطبہ محمد بن عبدالرحمٰن الحکم کی مدح بھی کی اسی طرح سے اس کا تعلق اس کے بیٹے المنذر سے بھی تھا اسی طرح اشبیلیہ کے امیر ابراہیم بن حجاج سے بھی اس کا خاص تعلق تھا جو کہ ایک سخی امیر تھا اور ادباء وشعراء کی حوصلہ افزائی کرتا تھا یہی وجہ تھی کہ اندلس کے بہت سارے علماء اور شعراء اشبیلیہ آگئے تھے۔ابن عبد ربہ کے تعلقات عبدالرحمٰن الناصر سے بھی تھے یہ وہی بادشاہ ہے جس نے ''مدینۃ الزھراء'' کی تعمیر کی۔ابن عبد ربہ نے اس کی مدح میں بھی کئی قصیدے لکھے جن میں سے اس کا وہ مشہور قصیدہ ہے جس کو اس نے العقد الفرید میں شامل کیا ہے۔

ابن عبد ربہ زندگی کے آخری سالوں میں فالج زدہ ہو گیا جیسا کہ اسی مرض کا شکار اس سے پہلے جاحظ ہوا تھا اور اس کے بعد ابوالفرج اسفہانی بھی اسی مرض کا شکار ہوا، ابن عبد ربہ چند سال اس بیماری میں مبتلا رہا اس کے بعد ۱۸؍جمادی الاولی ۳۲۸ھ مطابق ۳؍مارچ ۹۴۰ء کو اس کی وفات ہوگئی اور اسے قرطبہ کے مقبرہ بنی العباس میں دفن کیا گیا۔

ابن عبدربہ نے شعر گوئی میں دلچسپی کے ساتھ ساتھ نثر نگاری میں بھی اپنے جوہر دکھائے گوکہ موضوع بحث یہاں اس کی نثر نگاری ہے لیکن چونکہ وہ ایک شاعر بھی تھا اس لیے اس کی شاعری کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ ابتداء میں اس نے تشبیب ونسیب اور خمریات سے متعلق اشعار کہے۔ یہ اس کی ایام شباب کی شاعری تھی۔ اس کے پہلے دیوان میں اس طرح کی شاعری عکاسی ہوتی ہے مگر بعد میں تشبیب ونسیب سے ہٹ کر انھیں قوافی وبحور میں جن میں غزلیات کہہ چکا تھا زہد ومواعظ کے اشعار قلم بند کیے اور اس مجموعے کا نام **"الممحصات"** رکھا، متنبی جیسے عظیم شاعر نے اسے **"مليح الأندلس"** کے لقب سے نوازا۔ اور ثعالبی نے اس کا موازنہ مشرق میں متنبّی جیسے شاعر سے کیا ہے، اور ابن شہید نے معانی اور بدیع پر قدرت کے ساتھ ساتھ متانت شعری میں اس کی تعریف کی مگر بعض اشعار میں تصنع بھی پایا جاتا ہے۔

ابن عبدربہ کی سب سے اہم تالیف ''العقد الفرید'' ہے گوکہ اس کی ایک اور کتاب کا ذکر حاجی خلیفہ نے کیا ہے جس کا نام **"اللباب فی معرفة العلم والأدب"** ہے۔

ابن عبدربہ نے اپنی اس کتاب کا نام صرف ''العقد'' ہی رکھا تھا۔ چنانچہ فتح ابن خاقان، یاقوت اور ابن خلکان وغیرہ نے اس کا یہی نام دیا ہے، لیکن بعد کے اُدباء اس کی یکتائی اور عظمت کے پیش نظر ''الفرید'' کا لفظ بڑھا کر اسے العقد الفرید کہنے لگے اور اب یہ کتاب اسی نام سے مشہور ہے، اور کہا جاتا ہے کہ اس کلمہ کا اضافہ سب سے پہلے صاحب **"المستطرف" الأبشيهي** نے کیا۔

یہ کتاب عربی ادب کی ان تالیفات میں شمار ہوتی ہے جس میں نثر ونظم، نقد ونظر اور تاریخ ادب کے ساتھ ساتھ عربی ثقافت کا ذکر ملتا ہے۔ اس سلسلے کی مشرق میں جہاں ایک طرف جاحظ کی **"البيان والتبيين" المبرد** کی **"الكامل"** اور **أبوالفرج الأصفهاني** کی **"الأغاني"** نمائندہ کتابیں سمجھی جاتی ہیں تو دوسری طرف ابن عبدربہ کی **"العقد الفريد"** مغرب (اندلس) میں اس کی نمائندگی کرتی ہے۔

یہ کتاب عربی ادب کی ایک ایسی انسائیکلو پیڈیا ہے جس میں تاریخ وطب، سیرت ادباء، شعری ونثری منتخبات، خود اس کی شاعری بلاغت و فصاحت کی بحثیں، عروض وعلم الالحان سے متعلق گفتگو اور اخلاق وعادات جیسی مختلف چیزوں پر بحث کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض ادباء نے اسے مغرب میں اپنے وقت کا امام اُدب کا لقب دیا ہے اور خواہ کوئی ادیب ہو کہ مؤرخ، اہل لغت ہو کہ نحوی، عروض پر بحثیں کرنے والا ہو یا کہ اخلاق وعادات پر گفتگو کرنے والا ہو سبھی اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔

ابن عبدربہ پیدا مغرب میں ہوا اور وہیں پروان چڑھا، لیکن حیرت ہے کہ اس کی اس کتاب کا تمام تر مواد مشرقی لوگوں کے افکار پر مشتمل ہے یہی وہ سبب ہے جس کی بنیاد صاحب ابن عباد نے ''العقد الفرید'' پڑھنے کے بعد ایک مشہور جملہ کہا تھا، **"هذه بضاعتنا ردت إلينا"** ''یہ تو ہمارا ہی مال ہے جو ہمیں لوٹایا گیا ہے''۔ اس کتاب کی ترتیب کچھ اس نوعیت کی ہے کہ اس سے استفادہ میں مشکل پیش آتی تھی چنانچہ ڈاکٹر محمد شفیع نے فہارس مرتب کر کے یہ مشکل دور کر دی۔

ابن عبدربہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب کو پچیس ابواب میں منقسم کیا ہے اور ہر ایک باب کو مالا کے کسی خوبصورت موتی سے موسوم کیا ہے۔ جیسا کہ **"اللؤلوة في السلطان" الفريدة في الحروب ومدار أمرها. الزبرجدة في الأحواد و الأصفاد - الجمانة في الوفود. المرجانة في مخاطبة الملوك. الياقوتة في العلم والأدب. الجوهرة في الأمثال. الزمرة في المواعظ والزهد. الدرة في المعازي والمراثي. اليتيمة في النسب وفضائل العرب. العسجدة في كلام العرب. المجنة في الأجوبة** وغیرہ۔

یہ کل بارہ ابواب ہوئے اور تیرہویں باب کا نام ''الواسطة فی الخطب'' رکھا اس طرح سے اس تیرہویں باب کے دونوں طرف بارہ بارہ ابواب یا مالے کے موتی ہوئے اور آخر کے بارہ موتی یا ابواب شروع کے بارہ ابواب کے مقابل اس طرح سے رکھا ہے کہ مالے کے پہلے موتی اور آخری موتی یعنی پچیسویں موتی کے نام ایک ہو گئے ہیں۔ صرف فرق اتنا ہے کہ لفظ ''الثانیة'' آخر کے بارہ میں بڑھا دیا ہے اور موضوع بدل گیا ہے جیسے **"اللؤلوة في السلطان"** پہلا باب ہے **"اللؤلوة الثانية فى النتف والهدايا والفكاهات والملح"** پچیسواں باب ہے۔ ان ابواب کی فہرست درج ذیل نہج

پر بنائی جا سکتی ہے:

أبواب العقد (الثانية)	أبواب العقد (الأولىٰ)
٢٥۔ الؤلؤة الثانية في النتف والهدايا والفكاهات والملح	١ ۔ اللؤلؤة في السلطان
٢٤ ۔ الفريدة الثانية ؛ الطعام والشراب	٢ ۔ الفريده في الحروب ومدار أمرها
٢٣ ۔ الزبرجدة الثانية؛ بيان طبائع الإنسان وسائر الحيوان وتفاضل البلدان	٣ ۔ الزبرجدة في الأجواد والأ صفاد
٢٢ ۔ الجمانة الثانية في المتنبئين والممرورين	٤ ۔ الجمانة في الوفود
٢١ ۔ المرجانة الثانية في النساء وصفاتهن	٥ ۔ المرجانة في مخاطبة الملوك
٢٠ ۔ الياقوتة الثانية في علم الألحان واختلاف الناس فيه	٦ ۔ الياقوتة في العلم والأدب
١٩ ۔ الجوهرة الثانية اعاريض الشعر وحلل القوافي	٧ ۔ الجوهرة في الأمثال
١٨ ۔ الزمردة الثانية في فضائل الشعر ومقاطعه ومخارجه	٨ ۔ الزمردة في المواعظ والزهد
١٧ ۔ الدرة الثانية في أيام العرب ووقانعهم	٩ ۔ الدرة في المعازي والمراثي
١٦ ۔ اليتيمة الثانية في زياد والحجاج والطالبيين والبراكمة	١٠ ۔ اليتيمة في النسب وفضائل العرب
١٥۔ العسجدة الثانية في الخلفاء وتواريخهم وأيامهم	١١ ۔ العسجدة في كلام الأعراب
١٤ ۔ المجنبة الثانية في التوقيعات والفصول وأخبار الكتبة	١٢ ۔ المجنبة في الأجوبة
١٣ ۔ الواسطة في الخطب	

ابن عبدربہ نے ہر باب کو لفظ کتاب سے تعبیر کیا ہے مثلاً "كتاب اللؤلؤة في السلطان" اور پھر ان ابواب میں اس نے سیاست وحکومت، جنگ اور اس کا دارومدار، امثال وموعظت کی باتیں تعزیت ومرثیہ، عربوں کے خطبے اور ان کے اشعار، علوم وآداب اور عربوں کے مشہور قائدین اور ان کے امراء کے سلسلے میں گفتگو کی ہے اور قرآنی آیات، احادیث نبوی، اشعار، اور تاریخی واقعات کو بھی نقل کیا ہے اور ان معلومات کو ادبی اسلوب مس پیش کیا ہے بالجملہ اس کی اس کتاب میں ایک ایسا ادبی رنگ ہے جسے قاری بخوبی محسوس کرتا ہے اس نے اپنی اس کتاب میں جاہلی دور سے لے کر عباسی دور کے تقریباً دو سو شعراء کے دس ہزار سے زیادہ اشعار کو شامل کیا ہے اور شاید و باید ہی کوئی ان ادوار کا مشہور ومعروف شاعر رہا ہو جس کا ذکر اس نے نہ کیا ہو۔

ابن عبدربہ اپنی اس کتاب میں صرف ایک ناقل کے طور پر ہی نظر نہیں آتا بلکہ اس کی اپنی رائے اور اپنا ذوق جگہ جگہ دکھائی دیتا ہے۔ اس کتاب میں تنقیدی بحثوں کے ساتھ ساتھ دینی امور پر بھی گفتگو کی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں بہت سارے فقہا اور ان کے اقوال بھی ہیں۔ موضوعات کے تنوع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں معلومات کا بڑا ذخیرہ موجود ہے اس کتاب نے اہل اندلس کو اہل مشرق سے متعلق بیش قیمت معلومات فراہم کیں اس کا اسلوب وضاحت وسلاست پر مبنی ہے مگر کہیں کہیں سجع کا استعمال بھی کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی تالیف میں مؤلف نے جن معروف مصادر سے استفادہ کیا ہے ان میں ابن قتیبہ کی "**عیون الأخبار**" جاحظ کی "**البیان والتبیین**" اور "**البخلاء**"، **ابن ھشام** کی "**السیرۃ النبویة**" **الأصمعي** اور **الشیباني** کی **مرویات** اور ابن مقفع کی "**کلیلة ودمنة**" شامل ہیں۔

العقد الفرید کو مصری مطبع "**بولاق**" نے ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۶ء میں شائع کیا پھر مصر کے مختلف مطابع اور خود اس مطبع نے اس کو مختلف اوقات میں شائع کیا اور یہ کتاب بیروت سے **مفید محمد قمیحة** کی ایڈیٹنگ کے ساتھ بھی شائع ہوئی۔

اس کتاب کی مختلف تلخیصیں بھی لکھی گئیں جیسے ابو اسحاق ابراہیم کی "**مختصر العقد**"، **عبدالحکم محمد** وغیرہ کی "**مختار العقد الفرید**" اور فؤاد افرم بستانی کی "**اختیارات من العقد الفرید**" وغیرہ، اس طرح فرانسیسی مستشرق ٹورنل "Tournel" نے اصل کتاب کے بعض حصوں کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کر کے انھیں متن کے بغیر شائع کیا۔

۲.۵ : اقتباس کا ترجمہ:

زیاد نے مالک ابن انس سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ ابو جعفر المنصور نے مجھے اور ابن طاؤس کو بلایا لہٰذا ہم دونوں حاضر ہوئے وہ ترتیب سے بچھی ہوئی قالین پر بیٹھا تھا اور اس کے سامنے چمڑے کا بچھونا مجرموں کو قتل کرنے کے لیے بچھا ہوا تھا اور گردن زدنی کرنے والے پولیس کے افراد موجود تھے ہمیں ابو جعفر نے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور ہم بیٹھ گئے بہت دیر تک ہماری طرف متوجہ نہیں ہوا پھر سر اٹھایا اور ابن طاؤس کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اپنے والد کے بارے میں مجھے بتائیے۔ انھوں نے کہا جی میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن سخت ترین عذاب اس شخص پر ہوگا جس کو اللہ نے اپنی سلطنت عنایت فرمائی اور اس نے ناانصافی کر کے ظلم کیا''۔ وہ تھوڑی دیر خاموش رہا؛ مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کپڑوں کو ان کے کپڑوں سے اس ڈر سے سمیٹ لیا کہ وہ خون آلود کر دیں گے۔ پھر ابو جعفر ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اے ابن طاؤس مجھے نصیحت کرو۔ انھوں نے کہا ہاں امیر المومنین بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تم نے نہیں دیکھا کہ تمھارے رب نے کیا برتاؤ کیا بڑے ستونوں والے عاد ارم کے ساتھ جن کے مانند کوئی قوم سارے شہروں میں پیدا نہیں کی گئی، اور ثمود کے ساتھ جنھوں نے وادی میں پتھروں کو تراشا اور میخوں والے فرعون کے ساتھ؟ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے ملکوں میں سرکشی کی اور ان میں بہت فساد پھیلایا، پھر تیرے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا بیشک ترا رب گھات میں لگا ہے۔'' (الفجر ۶-۱۴)

امام مالک نے کہا کہ میں نے اپنے کپڑوں کو ان کے کپڑوں سے سمیٹ لیا اس ڈر سے کہ کہیں وہ خون آلود کر دیں گے، المنصور تھوڑی دیر خاموش رہا یہاں تک اس کے اور ہمارے درمیان تاریکی چھا گئی اور پھر اس نے کہا اے ابن طاؤس اس داوات کو مجھے دو تو انھوں نے ایسا نہیں کیا، دوبارہ اس نے کہا یہ داوات مجھے دو پھر بھی وہ رکے رہے تو منصور نے کہا کہ کس چیز نے تم کو اس داوات کو مجھے دینے سے روک رکھا ہے؟ انھوں نے کہا: مجھے اس چیز کا ڈر ہے کہ اس سے اللہ کی معصیت میں جو کچھ بھی آپ لکھیں گے میں اس میں شریک ہو جاؤں گا اور جب اس نے اس بات کو سنا تو کہا کہ تم دونوں اٹھو اور مجھ سے دور ہو جاؤ۔ ابن طاؤس نے کہا آج سے میں یہی چاہتا تھا۔ مالکؒ نے کہا: میں ابن طاوس کے فضل کا معترف ہو گیا۔

۲.۶ : لغوی تحقیق:

بعثه :(ف) بَعثاً و تَبعاثاً: أرسله وحد: تنہا بھیجنا، اور **بعثه الیه وله : أرسله:** اس نے اس کو بھیجا

فراش: جمع: أفرشة و فُرُش: ما یُفرَسُ: بچھونا

نَضَّد المتاع: نسقهٗ ، رتبه: سامان کو ترتیب سے رکھنا

نَطْع و نِطعٌ و نَطَع ونِطَع؛ ج: أنطاع ونُطُوع: بساط من الجلد كثيراً ماكان يقتل فوقه المحكوم عليه بالقتل؛ چمڑے کا فرش جو مجرم کو قتل کرنے کے لیے بچھایا جائے۔

جِلْوَاز: جمع : جلاوزة؛ شرطی ؛سپاہی

أطرق : أطرق رأسه: سر جھکایا، نگاہ جھکا کر زمین کی طرف دیکھا

عُنُق: جمع: أعناق: رقبة وصلة بين الرأس والبدن، يذكر ويؤنث: گردن

ضم (ن) ضما: ضم الشئ :جمع کرنا، ضم الشئ اليه: اپنی طرف کھینچنا

عـاد: إسـم رجـل مـن الـعرب الأوائل وبه سميت قبيلة وكان من أجداده إرم :اوائل عرب میں ایک شخص کا نام تھا جس کی طرف یہ قوم منسوب ہوئی اوراس کے اجداد میں ایک شخص ارم نامی تھا۔

عـمـاد : جـمع عَمَد و عُمُد ، واحد ، عمادة؛ كلا ما رفع شيئا؛ جس کا سہارا لیا جائے۔یہاں ذات العماد سے مراد ستون کھڑے کر کے بڑی بڑی اونچی عمارت بنانے یا یہ مطلب ہے کہ اکثر سیر وسیاحت میں رہتے اوراونچے ستونوں پر خیمے تانتے تھےاور بعض کے نزدیک ذات العماد کہہ کران کے اونچے قد وقامت اورڈیل وڈول کو ستونوں سے تشبیہ دی ہے واللہ اعلم۔

جَابَ(ن) جَوباً: جاب الصخرة: نقبها، چٹان کو تراشنا

وتد: جمع: أوتاد: أوتاد الأرض : جبالها، میخ

طغىٰ و طغِي يطغىٰ طَغْياً وطُغيانا : غلا في العصيان و أسرف في الظلم؛
کفر میں غلو کرنا ظلم اور گناہوں میں حد سے بڑھ جانا

صَبَّ يَصب صباً: صب عليه البلاء من صبب، اس نے اس پر مصیبت ڈالی

صب الله عليه صاعقة: اللہ اس کے اوپر بجلی ڈالے

مِرصاد: جمع: مراصد ومراصيد، گھات

إسودّ: اسودت الدنيا فى عينيه : صار يرى كل شئ في الدنيا اسود لما حل بهٖ من مصاب؛ کالا ہونا

ناول: ناولهٗ الشئ أعطاه إياه؛ اس نے اس کو وہ چیز دی

۲.۷ : ادبی صنف کا تعارف؛ ہیئت و صورت:

گزشتہ اقتباس ادب کی صنف حکایت یا قصہ کے اس ضمن میں آتا ہے جس میں حقیقت اور واقعیت سے گفتگو ہوتی ہے، حکایت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں: قصہ، کہانی اس کی جمع حکایات آتی ہے۔انسانی زندگی میں انس ومدنیت کا مادہ بھرپور ہے انسان ہمیشہ ایک دوسرے سے مل کر رہنا چاہتا ہے اور اپنی بیتی دوسروں کو سناتا ہے اور دوسرے کی بیتی خود سن کر اپنی فطرت کو سکون دیتا ہے جب کسی تیسرے کی بات آپس میں کی جاتی ہے تو وہ حکایات کا روپ دھار لیتی ہے، تحریری شکل میں آجانے کے بعد حکایت کی افادیت مزید بڑھ جاتی ہے، اگر وہ بڑھا چڑھا کر اور مافوق الفطرت عنصر کا اضافہ کر کے بیان کی جانے لگے تو داستان کا نام دیا جاتا ہے جو اکثر غیر واقعی ہوتی ہیں۔

اس طرح کے قصہ حقیقی بیان کرنے کا مقصد لوگوں کے اندر سچائی پر کسی بھی قیمت پر قائم رہنے کا حوصلہ پیدا کرنا ہے خواہ سچی بات تلواروں اور سنگینوں کے سایے میں کہنی ہو آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ابن طاؤس نے جو بات سچی سمجھی اس کو بادشاہ وقت کے سامنے کہنے سے گریز نہیں کیا۔اس لیے کہ مالک یوم الدین کی طاقت وقدرت کے سامنے ان دنیاوی بادشاہوں کی کوئی حیثیت نہیں اوراس دن سے ڈرنا چاہیے جس دن ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا اور ہر ایک کو

اس کے کیے کا بدلہ دیا جائے گا۔

۲.۸ : متن اقتباس کا موضوع:

ابن عبدربہ نے اس اقتباس کو ’صاحب فضل اور اہل دین کی بادشاہ کے خلاف جرأت پر اس کی بردباری‘ کے تحت لکھا ہے اس اعتبار سے اس کا موضوع ’’بادشاہ کی بردباری‘‘ ہوا جیسا کہ ابن طاؤس نے ابوجعفر المنصور کو بے خطر نصیحت کی اور اس کے داوات دینے کے حکم کو نہیں مانا اس کے باوجود بادشاہ نے ابن طاؤس کو کوئی سزا نہیں دی مگر وہیں اس کا موضوع یہ بھی بن سکتا ہے ’’بادشاہ کے دربار میں صاحب فضل اور اہل دین کی جرأتمندی‘‘ کیونکہ بادشاہ نے اگرچہ کوئی سزا تو نہیں دی مگر اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ گردن زدنی سے ڈرے بغیر بادشاہ کے سامنے پوری جرأتمندی سے نصیحت کی اور داوات دینے کے حکم کو بھی نہیں مانا۔

۲.۹ : متن کی توضیح و تشریح:

جیسا کہ پہلے یہ بتایا جاچکا ہے کہ یہ اقتباس ابن عبدربہ کی مشہور کتاب ’’العقد الفرید‘‘ کے پہلے جلد سے ماخوذ ہے جس میں اہل دین اور صاحب فضل کی جرأتمندی اور بادشاہ کی بردباری کو بیان کیا گیا ہے اس اقتباس کی تشریح سے پہلے ان دو شخصیات پر ایک نظر ڈالتے ہیں جن کے درمیان یہ واقعہ پیش آیا:

ابن طاؤس: پورا نام عبداللہ بن کیسان الھمدانی (۱۳۴ھ) ہے جن کو یمن کے مشہور فقہا اور رجال حدیث میں شمار کیا جاتا ہے، امراء و خلفاء کو نصیحت کرنے میں اپنی جرأت مندی سے بھی جانے جاتے ہیں۔

ابوجعفر المنصور: ابوجعفر عبداللہ بن محمد (۹۵ھ۔۱۵۸ھ) جو المنصور نام سے مشہور ہوا۔ یہ دوسرا عباسی خلیفہ تھا۔مگر اسے عباسی سلطنت کا حقیقی مؤسس بھی کہا جاتا ہے جب کہ اس سلطنت کا مؤسس اس کا بھائی ابوالعباس عبداللہ السفاح ہے۔

ابن طاؤس اور المنصور کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ خواہ سنگینوں کے سایے میں نصیحت کرنی ہو پوری سچائی اور دیانت داری سے نصیحت کرنا چاہیے اور ہمیشہ ڈر مالک حقیقی کا ہونا چاہیے۔ یہ دنیوی بادشاہتیں ایک دن ختم ہوجائیں گی اور مالک یوم الدین کے سامنے ایک دن حاضر ہونا ہے تو اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے سلطنت عطا کی ہے تو اس میں ظلم نہ کرے بلکہ انصاف کرے، اگر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ سلطنت میں کوئی بادشاہ ظلم و جور کرتا ہے تو روز قیامت اس سے باز پرس ہوگی اور اسے سخت ترین عذاب دیا جائے گا۔تاریخ عالم کے مطالعہ سے یہ بات پتہ چلتی ہے جب بھی کسی نے ظلم کی چکی چلائی اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ سلطنت میں فساد برپا کیا تو خواہ وہ کتنا ہی طاقتور رہا ہو اس کی قوم خواہ کتنی طاقت ور اور رفیع المنزلت رہی ہو اللہ نے اس کو اپنی گرفت میں لے لیا اور تباہ کردیا اور وہ لوگوں کے لیے عبرت کا سامان بن کر رہ گئے۔اس سلسلے میں آگے چل کر ابن طاوس ان قرآنی آیات کو پیش کرتے ہیں جس میں فساد فی الارض کی بنا پر اپنے وقت کی طاقت ور قوموں کو اللہ نے تباہ کردیا۔

مذکورہ بالا اقتباس میں سورۃ الفجر کی آیت ۶ سے ۱۴ تک کو نقل کیا گیا ہے۔جن میں انسانی تاریخ سے استدلال کرتے ہوئے بطور مثال عاد و ثمود اور فرعون کے انجام کو پیش کیا گیا ہے کہ جب وہ حد سے گذر گئے اور زمین میں انھوں نے بہت فساد مچایا تو اللہ کے عذاب کا کوڑا ان پر برس گیا۔ان قوموں نے عیش و دولت اور زور و قوت کے نشہ میں مست ہوکر ملکوں میں خوب اودھم مچایا بڑی بڑی شرارتیں کیں اور ایسا سر اٹھایا گویا ان کے سروں پر کوئی حاکم ہی نہیں ہے۔ ہمیشہ اسی حال میں رہنا ہے؟ اور ایسا فساد مچایا کہ کبھی اس ظلم و شرارت کا خمیازہ بھگتنا نہیں پڑے گا؟ آخر جب ان کے کفر و تکبر اور جور و ستم کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور مہلت و درگزر کا کوئی موقع باقی نہ رہا دفعتاً اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ان کی سب قوت اور بڑائی خاک میں مل گئی اور ان کے ساز و سامان کچھ کام نہ آئے اور بلاشبہ رب کائنات کی ہر چیز پر نظر ہے اور عالم الغیب ہے جیسے کوئی شخص گھات میں پوشیدہ رہ کر آنے جانے والوں کی خبر

رکھتا ہے کہ فلاں کیوں کر گزرا اور کیا کرتا ہے اور فلاں کیا لایا اور کیا لے گیا؟ اور پھر وقت آنے پر اپنی ان معلومات کے موافق معاملہ کرتا ہے اسی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ حق تعالیٰ انسانوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رہ کر سارے بندوں کے ذرہ ذرہ احوال و اعمال کو دیکھتا ہے کوئی حرکت و سکون اس سے مخفی نہیں ہاں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ غافل بندے سمجھتے ہیں کہ بس کوئی دیکھنے اور پوچھنے والا نہیں جو چاہو بے دھڑک کیے جاؤ۔ حالانکہ وقت آنے پر ان کا سارا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیتا ہے اور تب پتہ لگتا ہے کہ وہ سب ڈھیل تھی اور بندوں کا امتحان تھا کہ دیکھیں کن حالات میں کیا کچھ کرتے ہیں اور ایک مہلت کے بعد بالآخر اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر آہی گیا، اور یہ قومیں خواہ کتنی ہی طاقتور تھیں اللہ کی قدرت کے سامنے ان کی کوئی حقیقت نہیں اور یہ حکومت اور یہ وقتی مال و دولت اللہ تعالیٰ جب چاہے چھین لے۔

اس اقتباس میں ابن طاؤس نے یہ کہنا چاہا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ جو سلطنت عطا کی ہے اس میں عدل و انصاف سے کام لیجیے اور ظلم و ستم سے باز رہنے کی نصیحت کی ہے اس کے بعد المنصور کا داوات کا مانگنا اور ابن طاؤس کا داوات نہ دینے والے واقعہ کو ابن عبد ربہ نے نقل کیا ہے اس مسئلے میں ابن طاؤس نے حد درجہ احتیاط سے کام لیا ہے۔ اور یہ بتانا چاہا ہے کہ اگر میں آپ کو داوات دے دیتا اور آپ اس کے ذریعے اللہ کی معصیت کرتے تو میں بھی تعاون علی الاثم کا مرتکب ہو جاتا۔

۲.۱۰ : اسلوبی خصوصیات:

اس اقتباس کا اسلوب تکلف سے پاک بلکہ وضاحت اور سلاست سے زیادہ قریب ہے ابن عبد ربہ نے اس واقعہ کو پیش کرنے میں عربی زبان و ادب کا پورا خیال رکھا ہے جہاں ایک طرف یہ سبق آموز واقعہ ہے وہیں دوسری طرف عمدہ اور سلیس اسلوب اس میں چار چاند لگا دیتا ہے۔

۲.۱۱ : خلاصہ:

اس سبق آموز قصہ کو پڑھنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ حق بات کہنے سے کبھی گریز نہ کرے خواہ سنگینوں کے سایے میں ہی کیوں نہ کہنی پڑے جیسا کہ ابن طاؤس نے بغیر کسی خوف کے المنصور کے دربار میں اس کے سامنے ایک بادشاہ کی کیا ذمہ داری ہے اسے پوری جرأت مندی سے بیان کیا اور یہ بتایا کہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ طاقت کے زعم میں اگر کسی نے بھی زمین پر فساد برپا کیا تو اس کا حشر ایک عبرت بن کر رہ گیا اس لیے اگر کسی کو سلطنت ملی ہے تو اسے انصاف سے کام لینا چاہیے۔ اس کا اسلوب سلیس، واضح اور زبان و ادب کے فنی معیار پر کھرا اترتا ہے۔

۲.۱۲ : نمونے کے امتحانی سوالات:

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب تیس سطروں میں لکھئے۔

۱۔ ابن عبد ربہ کی زندگی پر روشنی ڈالیے۔

۲۔ "**العقد الفريد**" پر سیر حاصل گفتگو کیجیے۔

۳۔ سورۃ الفجر کی آیت نمبر ۶ سے ۱۴ کی تشریح کیجیے۔ اور بتایئے کہ ان آیات کو یہاں کس لیے پیش کیا گیا ہے؟

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پندرہ سطروں میں تحریر کیجیے۔

۱۔ "**العقد الفريد**" کو عربی ادب میں کیا مقام حاصل ہے؟

۲۔ ابن عبد ربہ کا اس قصے کو نقل کرنے کا کیا مقصد ہے؟

۳۔ مذکورہ بالا اقتباس کا ترجمہ کیجیے۔

۴۔ اندلس کی عربی نثر نگاری میں ابن عبدربہ کا کیا مقام ہے؟

۲.۱۳ : مطالعہ کے لیے معاون کتابیں:

۱۔ الأندلسي ، أحمد بن عبدربه،"العقد الفريد" ، ج۔۱ بيروت: دارالكتب العلميه، ۱۹۸۳م ۔

۲۔ الندوي، محمد رابع الحسني ، منثورات من أدب العرب، لكناؤ:موسسة الصحافة والنشر، ۲۰۱۲م۔

۳۔ ضيف ، شوقي، تاريخ الأدب العربي، عصر الدول و الإمارات، الأندلس، القاهرة: دارالمعارف۔

۴۔ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، ج۔۱، لاہور ۱۹۸۰ء۔